احمدی گھر جنت نشان بن جائیں۔
احمدی معاشرہ ہی ایک نورانی معاشرہ کو جنم دے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍ اپریل ۱۹۹۳ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۳﴾ (الروم: ۲۱-۲۳)

پھر فرمایا:۔

گزشتہ جمعہ سے، پہلے جمعہ میں جو چند باتیں میں جماعت کے سامنے رکھنی چاہتا تھا۔ ان میں حسنِ معاشرت اور عائلی زندگی کو بہتر بنانے سے متعلق بھی چند امور میرے پیش نظر تھے لیکن وقت ختم ہو گیا اور میں مضمون کو مکمل نہ کر سکا۔ پھر بیچ میں جو خطبہ آیا وہ عمومی جماعتی تربیت کے سلسلہ میں بعض جگہ بعض فتنے سر اٹھاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اس لئے فوراً اس مضمون سے متعلق خطاب کرنا پڑا۔ آج کے جمعہ میں پہلا حصہ یعنی جمعہ کے خطبہ والا حصہ مختصر کرنا پڑے گا کیونکہ آج میری بیٹی عزیزہ مونا کے نکاح کا بھی دن ہے۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے مجھ پر مختلف اطراف سے یہ محبت بھرا دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ میں جمعہ پر اس نکاح کو اس طرح شامل کرلوں کہ یہ بیک وقت تمام دنیا میں دیکھا اور سنا جانے والا نکاح بن جائے اور اس طرح اس تاریخ ساز سال کے کرشموں میں ایک اور اضافہ ہو لیکن طبیعت پر اس خیال سے یہ بات گراں گزرتی تھی کہ میری بیٹی ہے اور خود اسی کے ذریعہ اس سلسلہ کا آغاز کرنا شاید کسی دل پر گراں نہ گزرے لیکن باہر سے بھی ایسے خط آنے شروع ہوئے جن سے پتا چلتا ہے کہ وہ محبت کرنے والے احبابِ جماعت جو خواہش رکھتے ہیں کہ یہاں آئیں لیکن آ نہیں سکتے اُن کی خواہش ہے کہ اگر اس نکاح کو ایک عالمی نکاح بنا دیا جائے تو ہم جہاں جہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں وہاں اس نکاح کی خوشی میں شامل ہو جائیں گے چونکہ یہ پُرخلوص قلبی تعلق کا اظہار بھی ہے اور جماعت کا مجھ پر ایک حق بھی ہے۔ اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ آج کے خطبہ اور نمازوں کے بعد انشاء اللہ بین الاقوامی سلسلوں کے ذریعہ یہ عالمی نکاح بھی پڑھا جائے گا۔

لیکن اس سلسلہ میں ایک دو باتیں بیان کرنی ضروری ہیں۔ خطبہ جمعہ کے بعد نماز بہر حال لازم ہے۔ اس کے درمیان میں کوئی اور تقریب داخل نہیں کی جاسکتی اور نماز کے بعد آج کے حالات کے پیش نظر عصر کی نماز بھی ساتھ جمع کرنی ہوگی کیونکہ باہر سے بکثرت مہمان تشریف لائے ہوئے ہیں اور ان کو اب یہاں سے رخصت ہونا ہے، بقیہ کارروائی اسلام آباد جا کر ہوگی اور انتظامی دقتیں ایسی ہیں کہ ان کے پیش نظر مجھ سے یہی توقع رکھی گئی ہے کہ میں نماز جمعہ کے بعد عصر بھی جمع کرادوں۔

پس خصوصیت سے یہ نصیحت ہے کہ اس نماز کے دوران دنیا میں کہیں بھی کوئی احمدی اس نماز کے ساتھ شامل ہو کر نماز ادا کرنے کی کوشش نہ کرے۔ یہ ایک نہایت ہی بیہودہ رسم جاری ہوگی جس سے اسلام کی اعلیٰ پاکیزہ روایات میں رخنہ پڑنے کا خطرہ ہے۔ امام وہی ہے جو جسمانی طور پر بھی موجود ہو اور سامنے ہو، سوائے اس کے کہ اتنا بڑا مجمع ہو کہ وہ امام دکھائی نہ دے سکتا ہو یا بیچ میں کہیں جس طرح بعض دفعہ دیواریں حائل ہو جایا کرتی ہیں یہ الگ بات ہے مگر اجتماع ایک جگہ ہونا ضروری ہے اور اس اجتماع کے سامنے ایک زندہ موجود امام کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر باقی سب نمازیں اگر دور سے ٹیلی کاسٹ کے ذریعہ پڑھی جائیں گی تو وہ فاسد ہوں گی۔ اُن کا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سنت سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

پس یہ فیصلہ کرتے ہوئے کہ نکاح آج ہی ہو جائے میرے سامنے یہ دقّت پیش کی گئی تھی کہ چونکہ بیچ میں نمازیں ہوں گی اس لئے یہ خطرہ ہے کہ لوگ نمازیں ساتھ نہ شروع کر دیں تو آپ پہلے خطبہ پڑھ دیں میں نے کہا یہ تو بہت اچھا موقع ہے کہ اس خطرہ کا ازالہ ہمیشہ کے لئے کر دیا جائے اور اس فیصلے کی برکت سے جماعت کی ایک عالمی تربیت کا موقع میسّر آ گیا۔ پس یاد رکھیں کہ ٹیلی کاسٹ خطبوں وغیرہ کرنے کے بعد جو نمازیں ہوتی ہیں ان میں باہر کے لوگ شمولیت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ اسی نماز کا وقت ہو تو اپنا امام اپنے سامنے رکھیں تو پھر نماز ہو گی ورنہ ٹیلی کاسٹ تصویروں کے ذریعہ دور کے امام کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے میں نے یہ تاکید کر دی تھی کہ وہ حصہ دکھایا ہی نہ جائے۔ پس ایک سوال یہ بھی اٹھایا گیا کہ جب آپ نماز دکھائیں گے تو پہلی ہدایت کی خلاف ورزی ہو گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بارہا مجھے خیال آیا کہ ٹیلی کاسٹ خطبوں کو دیکھنے کے شوق میں بکثرت غیر احمدی آنا شروع ہو گئے ہیں اور دن بدن ان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ میں صرف پاکستان کی بات نہیں کر رہا بلکہ دور دور، جہاں جہاں بھی یہ خطبات ٹیلی کاسٹ کے ذریعہ دکھائے جاتے ہیں خدا کے فضل سے رپورٹوں کے مطابق غیر احمدیوں کا ان خطبوں میں شامل ہونے کا رجحان دن بدن بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو ایک دفعہ آتے ہیں وہ آئندہ بھی آتے ہیں اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی لے کر آتے ہیں۔ پس اس پہلو سے ان کو ہماری عبادتوں کے متعلق جو غلط فہمیاں ہیں وہ بھی آج دور ہو جائیں گی۔ آج یہ بھی دکھائی دے گا کہ خطبہ کے بعد ہم نماز کیسے ادا کرتے ہیں اور ہماری نماز کے متعلق جو بعض غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں وہ بھی دور ہو جائیں گی۔

اس کے بعد میں مختصراً اسی مضمون یعنی عائلی زندگی کے تعلق میں جو مضمون بیان کرنا چاہتا تھا اس کی طرف واپس آتا ہوں۔ قرآن کریم کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ کہ اس کے نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں خاک سے پیدا کیا ہے۔ ایک لفظ طِيْنٍ (الانعام:۳) ہے جس کو ہم مٹی کہتے ہیں اس میں نمی کا مفہوم داخل ہے یعنی گیلی مٹی۔ تُراب خاک کو کہتے ہیں تو یہ ایک طرز بیان ہے جس سے انسان کو اس کے عاجزانہ آغاز کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ تمہاری حیثیت کیا ہے خاک کے پتلے ہی تو ہو۔ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ

کہ دیکھو کیسی عظیم تبدیلی واقع ہوئی ہے کہ تم بحیثیت بشر ہو۔ جو تخلیق کائنات کی سب سے اوپر کی منزل پر کھڑا ہے، ایسے بشر کی صورت میں تم دنیا میں ہر طرف پھیل گئے پھر فرمایا وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اس کے نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تم ہی میں سے تمہارے جوڑے پیدا کئے لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا تا کہ تم ایک دوسرے سے سکینت حاصل کرو۔ اِلَيْهَا کا معنی ہے اس کی طرف سکینت کی خاطر، سکینت کی تلاش میں جھکو وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ نے محبت اور رحمت رکھ دی ہے۔ پس میاں بیوی کے تعلقات کا اس سے بہتر نقشہ نہیں کھینچا جا سکتا۔ پہلے تو یہ بتا دیا کہ تم سب خاک کے پتلے ہو۔ ایک دوسرے پر تمہیں کوئی فضیلت نہیں ہے اور ایک ہی وجود سے پیدا کئے گئے ہو اور رشتوں کی ایک وجہ تو وہ ہے جو پہلی آیت میں بیان ہوگئی کہ تَنْتَشِرُوْنَ یعنی تم نشو ونما پاتے ہو اور دنیا میں پھیل جاتے ہو اور پھیل چکے ہو۔

دوسری وجہ جس کی طرف عموماً توجہ نہیں ہوتی وہ یہ ہے کہ لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ تا کہ تم اپنے جوڑے سے تسکین حاصل کرو یعنی اپنے دوسرے زوج سے تسکین حاصل کرو۔ اِلَيْهَا میں تانیث کی ضمیر ہے یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہے کہ تا تم اپنی بیوی سے تسکین حاصل کرو۔ یہ کہنے سے ایک غلط فہمی بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ اکثر دنیا کے معاشروں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ مرد کا کام ہے عورت سے تسکین حاصل کرے۔ عورت کا کام ہے تسکین دے اور اس کے بعد چھٹی اور مرد پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس باطل خیال کو زائل کرنے کی خاطر معاً بعد فرمایا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان گہری محبت اور رحمت کا رشتہ قائم فرما دیا ہے اور یہ رشتہ دونوں طرف سے ہے۔ بَيْنَكُمْ ہے اور بَيْنَكُمْ نے مضمون کو اور زیادہ وسیع فرما دیا۔ بینکما نہیں کہا بلکہ بَيْنَكُمْ یعنی وہ بچے جو میاں بیوی کے تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں وہ بھی آپس میں محبت اور رحمت کے تعلقات سے زندگی بسر کریں اور سارے معاشرہ کے لئے یہ پیغام ہے کہ عائلی زندگی میں مودّت اور رحمت کو اختیار کرو۔ یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف مَیں متوجہ کرنا چاہتا تھا لیکن افسوس کے ساتھ یہ ذکر کرتا ہوں کہ بارہا یہ نصیحت کرنے کے باوجود اکثر دنیا سے ایسے ہی خط ملتے ہیں جن سے پتا

چلتا ہے کہ ہماری جماعت میں عائلی زندگی ابھی تک مثالی نہیں بن سکی۔

مختلف معاشروں کے مختلف نقائص ہیں۔ مغربی نقائص اور ہیں اور مشرقی نقائص اور ہیں۔ مغربی عائلی زندگی بھی مثالی نہیں ہے اور مشرقی بھی نہیں لیکن اسلام تو نہ مشرق کا ہے نہ مغرب کا ہے۔ اسلام تو وہ دین ہے جو ایسے نور سے تعلق رکھتا ہے۔ جس سے متعلق فرمایا گیا لَا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ (النور:۳۶) نہ وہ مشرق کا ہے نہ مغرب کا ہے۔ دونوں کے درمیان یکساں سانجھا نور ہے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ۔ پس مشرقی معاشرے کے نقائص خواہ کچھ بھی ہوں۔ مغربی معاشرے کے نقائص کچھ اور ہوں یہ بحث لاتعلق ہے۔ عائلی زندگی وہی ہے جو اس نور کی عائلی زندگی تھی جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں خدا کا نور چمکا ہے اور اس عائلی زندگی کے حوالے سے ہمیں اپنے تعلقات کو درست کرنا ہوگا اگر کسی معاشرے سے وفا اٹھتی چلی جارہی ہے اور حیاء اٹھتی چلی جارہی ہے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عائلی زندگی اس معاشرے کو پیغام دیتی ہے کہ تم مجھ سے دور ہو، مجھ سے کٹے ہوئے ہو اور جب تک میری ذات کے ساتھ پیوستہ نہ ہو جاؤ تمہیں امن نصیب نہیں ہوسکتا۔

مشرقی معاشروں میں عائلی زندگی بعض اَور رسم و رواج اور بدیوں کا شکار ہے اور میاں بیوی کے آپس کے تعلقات پر اُن کے خاندان کے دوسرے تعلقات اتنے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ اتنا دخل انداز ہوتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں بسا اوقات میاں بیوی کے تعلقات محض اس وجہ سے بگڑتے ہیں کہ دونوں طرف سے ماں باپ کو شوق ہے کہ وہ اپنی بالا دستی اس جوڑے پر قائم کریں اور یہ ایسی بیہودہ رسمیں ہمارے بعض مشرقی معاشروں میں جاری ہیں کہ خاوند کے رشتہ دار سمجھتے ہیں کہ جب تک ہم بیوی کو کھینچ کر اپنے ماں باپ سے توڑ کر اپنا نہ بنالیں اس وقت تک ہماری فتح نہیں ہوسکتی۔ ہمارا بچہ تسکین نہیں پاسکتا اور بعض صورتوں میں بالکل اسی قسم کا رویہ بچی کے والدین اختیار کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک خاوند کے رشتہ داروں سے کلیۃً توڑ کر الگ نہ کر دیا جائے اس وقت تک اس جوڑے کو سچا چین نصیب نہیں ہوسکتا، سچی سکینت عطا نہیں ہوسکتی اور اس کے نتیجہ میں وہ دونوں خاندان کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ان میاں بیوی کا گھر اُجڑ جائے اور اکثر اُجڑتے ہوئے گھروں میں اگر اکثر نہیں تو اجڑے ہوئے گھروں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن میں ماں باپ کا قصور ہے جو

دونوں طرف کے ماں باپ ہیں لیکن یہ قصور میں نے زیادہ تر دولہا کے ماں باپ میں دیکھا ہے اور نسبتاً کم بچی کے والدین میں کیونکہ بچی تو پرائی ہوتی ہے۔ وہ جب رخصت کر دی جائے تو اس کے اوپر اتنا اثر اور اختیار نہیں رہا کرتا لیکن بیٹا تو ہمیشہ اپنا رہتا ہے اور عموماً وہ ممالک جن میں اقتصادی لحاظ سے ابھی پوری ترقی نہیں ہوئی اور میاں بیوی فوراً اپنا الگ گھر بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ وہ بیوی بہر حال اپنے خاوند کے ماحول میں، اس کے ماں باپ کے رحم و کرم پر، اس کی بہنوں کے رحم و کرم پر زندگی گزارتی ہے اور اس پہلو سے میں نے دیکھا ہے کہ معاشرہ میں جو بھی ظلم ہے اس میں سب سے زیادہ قصور وار عورت ہے۔

پہلے ایک خطبہ میں جس کا تعلق میری اہلیہ کے وصال سے تھا۔ میں نے کچھ نصیحتیں کی تھیں اور ان میں خاوندوں کو خصوصیت سے پیش نظر رکھا تھا یا مردوں کو پیش نظر رکھا تھا۔ مجھ سے شکوے بھی ہوئے کہ آپ نے سارا بوجھ مردوں پر ہی ڈال دیا ہے عورتوں کا بھی تو قصور ہوا کرتا ہے۔ میں نے اُن سے کہا مجھے علم ہے کہ قصور ہوا کرتا ہے میں کسی وقت یہ باتیں بھی کروں گا لیکن بیوی فوت ہو رہی ہو اور میں عورتوں کو کوسوں تو اس سے زیادہ جہالت اور ہو نہیں سکتی تھی۔ موقع ایسا تھا جس کا تقاضا تھا کہ میں مردوں کو نصیحت کروں کہ وہ عورتوں کے حقوق ادا کریں اور ہر قسم کے ظلم سے باز آئیں مگر میں نے جہاں تک تجزیہ کیا ہے مجھے اس میں کوئی بھی شک نظر نہیں آتا کہ بگڑے ہوئے مردوں کی بنیاد بھی ان کی مائیں ڈالتی ہیں اور اُنہی بنیادوں پر ان کی عمارت استوار کرتی ہیں اور اکثر ایسی مائیں معاشرے کو بگاڑنے کی ذمہ دار ہیں جو عملاً اپنی اولاد کی اور اولاد میں سے اپنے بیٹوں کی عبادت کرتی ہیں اور اتنا زیادہ بلند مقام دیتی ہیں کہ بچپن ہی سے انہیں کھلی چھوٹ دی جاتی ہے کہ وہ چاہے ہمسایوں کا امن برباد کریں، چاہے اپنی بہنوں کو ماریں کوٹیں اور فتنہ و فساد کریں لیکن ماں شیرنی کی طرح جھپٹ کر ان کی تائید میں اٹھ کھڑی ہوتی ہے، دوڑتی ہے اور دوسروں سے بدکلامی کرتی ہے اور اس کے فتنے سے اس کی زبان کے شر سے بچنے کے لئے لوگ اپنے بچے سنبھالتے پھرتے ہیں۔ ایسی مائیں خواہ اس مقام تک نہ بھی پہنچی ہوں اس سے ورے ورے بھی بہت سے مقام ہیں جن میں یہ بنیادی نقص یعنی اپنے بچے کی عبادت کرنا یہ صاف دکھائی دینے لگتا ہے اور ایسی مائیں اپنے بچوں کو نہ صرف ابتداء میں بگاڑ دیتی ہیں بلکہ بعد میں جب ان کی بیویاں آتی ہیں تو ان بیویوں پر فرعون کی طرح حکومت کرنا

چاہتی ہیں۔ ان بیویوں سے توقع رکھتی ہیں کہ خاوند کی، اس کی بہنوں کی اس کی ساس کی یعنی خاوند کی ماں کی تمام تر خدمتیں ہوں اور وہ گویا کہ گھر کے لئے ایک نوکرانی پال لی گئی ہے یا خرید لی گئی ہے اور اسی ضمن میں اپنے بیٹے کی زندگی سنوارنے کی خاطر بعض دفعہ پروفیشنلز سے شادیاں کی جاتی ہیں بعض دفعہ لوگ مجھے بھی لکھتے ہیں کہ ہمیں تو کوئی ڈاکٹر عورت ڈھونڈ کر دیں۔ کوئی استانی ڈھونڈ دیں، کوئی ایسی ہو جو کمانے والی ہو۔ اسی وقت مجھے سمجھ آجاتی ہے کہ نیت کیا ہے اور میں ان کو صاف لکھ دیتا ہوں کہ اپنے فساد کو اپنے طور پر رکھو۔ میرا ہاتھ تمہارے فساد میں شامل نہیں ہوگا۔ جو رشتہ کرنا ہے کرو لیکن اگر نیت وہ نہیں ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے تو وہ نیت فساد کی نیت ہے۔ قرآن کریم نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ تا کہ تمہارے اقتصادی حالات بہتر ہو جائیں۔ قرآن کریم نے یہ نہیں لکھا کہ بیویاں اس لئے لاؤ کہ ان کو گھر کی نوکرانیاں بنا دو یا اُن پر اپنے رعب جماؤ یا ان کو طعنے دو اور جہاں تک اس طعن و تشنیع کا تعلق ہے بہت سے گھر اسی وجہ سے اُجڑتے ہیں۔ لڑکی گھر میں آئی ہے اور اس کی نندیں بیٹھ کر کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑتی ہیں کہ اس کا تو قد اس طرح ہے، اس کا جسم اس طرح ہے۔ اس کو بات کرنے کا پورا سلیقہ نہیں آتا، اس میں تو پوری حیا نہیں ہے، اس کا لباس ایسا ہے اور وہ سمجھتی ہیں کہ ہم جو یہ باتیں بہت چسکے لے لے کر بیان کر رہی ہیں۔ ہمارا بھائی بھی سن رہا ہے وہ بھی مزے لے رہا ہوگا، ہمارے ماں باپ بھی خوش ہو رہے ہوں گے کہ اس کو ایسی ایسی باتیں سنائی ہیں اور یہ نہیں سوچ رہیں کہ اس کے لئے ایک جہنم پیدا کر دی گئی ہے اور وہ جہنم پھر پھٹے گی، بڑھے گی اور سارے معاشرے کو آگ میں جلا دے گی۔ چنانچہ ایسے گھر پھر جہنم کا نمونہ بن جایا کرتے ہیں۔ پھر اس کا بھی منہ پھٹتا ہے۔ وہ پھر آگے سے باتیں کرتی ہے۔ اپنے ماں باپ کے خلاف ایک بات سنتی ہے۔ دو دفعہ سنے، چار دفعہ سنے۔ آخر وہ بھی بول پڑتی ہے اور پھر وہ اپنے خاوند کے ماں باپ کو سنانے لگتی ہے۔ پھر یہ معاملات بگڑتے بگڑتے ہاتھا پائی پر پہنچتے ہیں، توں تکار ہوتی ہے اور بعض دفعہ ایسے واقعات بھی میرے علم میں آئے ہیں کہ لڑکی کو مارنے کے لئے یا لڑکے کو مارنے کے لئے سارا خاندان اس لڑائی میں شامل ہو گیا۔ یہ ساری جہالت کی باتیں ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے حسن معاشرت کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اور جو کچھ عمل کر کے دکھایا ہے وہ تو ایک لامتناہی سمندر ہے جس میں فیوض موجزن ہیں، جس میں حکمتیں موجزن

ہیں لیکن ان میں سے ایک بات میں اس سلسلہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ دیکھو اپنے ماں باپ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ بہت ہی گندی، بہت ہی مکروہ بات ہے کہ تم اپنے ماں باپ کو گالیاں دو۔ صحابہؓ میں سے کسی نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اپنے ماں باپ کو کون گالیاں دیتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جب تم اپنے رشتوں کے بعد ایک دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہو تو اپنے ماں باپ کو گالیاں دے رہے ہو۔ (بخاری کتاب الادب حدیث نمبر: ۵۵۱۶)

اس میں دو باتیں خصوصیت سے آنحضور ﷺ کے پیش نظر معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ جب گالیاں دیتے ہو تو پھر دوسرا بھی غصہ میں گالیاں دے گا اور جو گالیاں دے گا اس کا گناہ اس کو کچھ نہیں ہوگا کیونکہ اس نے بدلے میں قرآن کے دیئے ہوئے حق کے مطابق ایسا کیا ہے۔ آخری نتیجہ صرف یہی رہ جاتا ہے کہ اس کی گالیاں تو تمہیں پہنچ جائیں گی اور تمہاری گالیاں اس کو نہیں پہنچیں گی بلکہ اپنے ماں باپ کو ہی پہنچ رہی ہوں گی۔ پس حکمت کا کیسا ایک عظیم الشان سرچشمہ جاری فرما دیا اور اس کی بنیاد اس آیتِ کریمہ میں ہے جس میں فرمایا گیا وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام: ۱۰۹) دیکھو! دوسروں کے جھوٹے معبودوں کو بھی گالیاں نہ دیا کرو فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وہ دشمنی اور جہالت میں پھر خدا کو گالیاں دینے لگیں گے۔ تمہاری گالیاں جھوٹے معبودوں کو تو پہنچ ہی نہیں سکتیں۔ ان کا تو وجود ہی کوئی نہیں۔ ایک خالی ہوا کو گالیاں دے رہے ہو اور اس کے نتیجہ میں اس خدا کو گالیاں دلوا رہے ہو جو ساری کائنات میں نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور: ۳۶) بن کر ہر جگہ موجود ہے۔ کیسا جاہلانہ سودا ہے، کتنی بے وقوفی کی بات ہے۔

پس اسی مضمون کو عائلی تعلقات کی مناسبت سے بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ پاک نصیحت فرمائی کہ ایک دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ جو دے گا وہ اُن سب گالیوں کا ذمہ دار ہوگا جو اس کے ماں باپ کو پڑیں گی اور آخری نتیجہ یہ نکلے گا کہ گالیاں دینے والے کے ماں باپ کو صرف گالیاں پڑ رہی ہوں گی دوسرے کو پہنچیں گی ہی نہیں کیونکہ دوسرا پہلو یہ ہے کہ خدا کے نزدیک اس کو گالیاں نہیں مل سکتیں۔ خدا کے نزدیک ناجائز بات کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ پس اللہ کی تقدیر کے سامنے در حقیقت صرف اسی کے ماں باپ کو گالیاں مل رہی ہیں جو پہل کر رہا ہے، جو بدتمیزی میں آگے بڑھ چکا ہے۔

آسمان سے کسی کی گالیوں کا جواب ملنے کا جو مضمون ہے۔ یہ بھی اس کے اندر بیان ہو گیا۔ اپنے ماں باپ کو گالیاں نہ دو، میں ایک تو یہ معنی ہے کہ تمہارے ماں باپ کو دوسرے غصے سے گالیاں دیں گے۔ دوسرا یہ کہ اگر دوسرا خاموش رہا تو آسمان بھی تمہارے ماں باپ کو گالیاں دے گا۔ یہ مضمون بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی مجلس میں موجود تھے۔ ایک شخص آیا جس نے حضرت ابوبکرؓ کے خلاف زیادتی شروع کر دی اور بہت ہی بدتمیزی سے کلام کیا یہاں تک کہ آخر حضرت ابوبکرؓ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو آپؓ نے اس کو جواباً کچھ سخت باتیں کہیں۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ اس جگہ سے ناراضگی کے اظہار کے طور پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے دوڑے کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے کہ جب تک وہ مجھے گالیاں دیتا رہا۔ آپؐ خاموش بیٹھے رہے اور جب میں نے جوابی کارروائی کی ہے تو آپؐ ناراض ہو کر اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکر جب تک تم خاموش بیٹھے ہوئے تھے آسمان سے فرشتے تمہاری گالیوں کا جواب دے رہے تھے۔ جب تم نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ فرشتے وہاں سے رخصت ہو گئے اور میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی الانتصار)

حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے چھوٹی چھوٹی باتوں میں فیوض کے اور عرفان کے دریا بہا رکھے ہیں۔ ان چشموں سے کوئی فائدہ اٹھائے۔ کوئی اپنے بدن اور روح کو پاک کرنے کی کوشش کرے تو وہ ہوگا۔ میں تو بہت نصیحت کر چکا ہوں لیکن افسوس کہ بیہودہ جہالت میں پیدا ہونے والی مائیں آئندہ اپنی جہالت کو اپنی اولاد در اولاد میں منتقل کرتی چلی جارہی ہیں۔ ذرا ہوش نہیں کر رہیں کہ ان کی اپنی زندگی، ان کے بچوں کی زندگی، آئندہ آنے والی نسلوں کی زندگی کو وہ اپنے وجود کی تلخیوں سے ہمیشہ کے لئے زہریلا کر دیتی ہیں اور معاشرہ بگڑتا ہے تو اردگرد سارا ماحول بگڑتا ہے۔ قوموں کے مزاج بگڑ جاتے ہیں اور یہی خاندانی بدتمیزیاں ہیں جو قومی بدتمیزیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

پس اس بات کو اہمیت دیں اور اپنے معاشرے کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی کے مطابق بنائیں تو گھر مودّت اور رحمت سے بھر جائے گا۔ قرآن کریم نے جو بات بیان فرمائی اسی پر ہر بات کی تان ٹوٹتی ہے کہ رشتے صرف اس غرض سے پیدا نہیں کئے گئے تھے کہ تَنْتَشِرُوْنَ تا کہ تم پھیل جاؤ، وہ تو تم پھیل رہے ہو۔ وہ مقصد تو پورا ہو گیا لیکن یاد رکھو اور بھی

مقاصد ہیں اور وہ مقاصد یہ ہیں کہ مرد اور عورت اور خاندانوں میں حسن معاشرت قائم کی جائے۔ محبت اور رحمت کی فضائیں پیدا کی جائیں اور اس دنیا میں ایک جنت پیدا کر دی جائے، جن لوگوں کو دنیا کی جنت نصیب ہو جاتی ہے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں جس جنت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جن لوگوں کو وہ جنت اس دنیا میں نصیب ہو جاتی ہے ان کی اخروی جنت بھی یقینی ہے۔ کوئی اس جنت کو اُن سے چھین نہیں سکتا۔ جن کو اس دنیا کی جنت نصیب نہ ہو ان کو وہم ہے کہ ہم اگلی دنیا کی جنت میں جائیں گے۔

آخر پر قرآن کریم کی پیش کردہ ایک اور مثال کو جو موازنہ کے طور پر پیش فرمائی گئی ہے آپ کے سامنے رکھ کر میں اس مضمون کو ختم کروں گا۔

قرآن کریم نے دو ماؤں کی مثالیں پیش فرمائی ہیں۔ ایک وہ ماں جس کی کوکھ سے فرعون پیدا ہوا تھا اور ایک وہ ماں جس کی کوکھ سے موسیٰ پیدا ہوا تھا۔ جس ماں نے فرعون کو جنم دیا اس نے آنے والی ایک ایسی معصوم عورت کو بھی دنیاوی لحاظ سے عذاب میں مبتلا کر دیا جو پاکباز تھی۔ جو خدا کے فرمودات پر اور اس کے بھیجے ہوؤں پر ایمان لانے والی تھی۔ معصوم تھی، نیک تھی۔ مگر ساری زندگی فرعون کے ظلموں کے نیچے چکی میں پیسی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے ہمدردی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے وہ دعا سکھائی جس کے نتیجہ میں وہ فرعون کے ظلم اور عذاب سے نجات پانے کے لئے اور جنت میں اپنے لئے الگ گھر طلب کرنے کے لئے تمنا کرتی تھی اور دوسری طرف موسیٰ کی وہ ماں تھی جس نے اسی زمانہ میں اس موسیٰ کو جنم دیا جس کے حسنِ خلق سے متاثر ہو کر مدین کے ایک گھاٹ پر لڑکی نے خود ایک تمنا کی کہ کاش اس سے میری شادی ہو جاتی لیکن شرمیلی طبیعت اور حیاء کے نتیجہ میں وہ یہ کہہ نہ سکی۔ اپنے باپ کو اس نے صرف اتنا بتایا کہ اس طرح ایک واقعہ گزرا ہے کیوں نہ ایسے شخص کو ملازم رکھ لیا جائے۔ ان کے والد بہت ذہین تھے وہ فوراً سمجھ گئے اور انہوں نے کہا ہاں ملازم تو رکھیں گے لیکن اس شرط پر کہ تم میں سے کسی ایک سے شادی ہو جائے اور وہ شادی ہوئی اور وہ حسن خلق اسی طرح جاری رہا۔ چنانچہ قرآن کریم نے اشارۃً فرمایا ہے کہ اتنا آرام کا خیال تھا کہ چلتے چلتے دور پہاڑی کی چوٹی پر ایک آگ دکھائی دی تو اپنی اہلیہ سے یہ کہا کہ کیوں نہ میں اس آگ کی تلاش میں جاؤں تاکہ تمہیں آرام نصیب ہو اور ہم مل کر بیٹھ کر وہ آگ سینکیں۔

قرآن کریم چونکہ بہت ہی عظیم اور بہت ہی وسیع مضامین کو بیان فرماتا ہے اس لئے جگہ کی

دقّت کے پیش نظر چھوٹے چھوٹے اشارے رکھے جاتے ہیں ورنہ تو یہ کتاب اربہا ارب صفحوں پر پھیل جاتی۔ پس قرآن کریم نے جو حسنِ معاشرہ پیش فرمایا ہے اس کو اختیار کرو۔ سب گھر جنت بن جائیں گے۔ اگر احمدی گھر جنت بن جائیں تو پھر ہم دنیا کو احمدی معاشرہ، ایک نورانی معاشرہ کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے حُسنِ خلق کے طور پر، آپؐ کے نور کے طور پر ہم یہ معاشرہ مشرق کو بھی پیش کر سکتے ہیں اور مغرب کو بھی پیش کر سکتے ہیں کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا نور دونوں طرف سانجھا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اب خطبہ ثانیہ کے بعد میں نماز جمعہ پڑھاؤں گا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وقت کی کمی کی وجہ سے چونکہ دقّت ہے اس لئے عصر کی نماز بھی ساتھ پڑھی جائے گی۔ احباب کرام جو دنیا میں دیکھ رہے ہیں وہ خاموشی سے بیٹھ کر انتظار فرمائیں، دعائیں کریں، ذکر الٰہی کریں، درود بھیجیں، نمازوں کے بعد پھر انشاء اللہ نکاح کی مختصر کارروائی ہوگی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ